جمال الدین الاسنوی اور انکی "طبقات الشافعیۃ"

ڈاکٹر حافظ عبد العلیم خاں۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (علیگ)
لکچرر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اسنا کی وجہ تسمیہ اور اس کی اہمیت اسنا (بالکسر ثم السکون) مصر کے بالائی حصے میں ایک مشہور شہر ہے۔ یہ شہر دریای نیل کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ اس کے ماوراء "اسوان" اور "ادفو" مصر کے دو مشہور شہر اور آباد ہیں بقول یاقوت الحموی (م ۶۲۶ھ) اسنا بہت ہی خوبصورت اور پاکیزہ شہر ہے۔ یہاں بکثرت کھجور کے باغات پائے جاتے ہیں اور ایک زمانے تک تجارت کا بھی مرکز رہا ہے[1]۔ جہاں ایک طرف یہ شہر حسن و خوبصورتی، نفاست و نظافت اور تجارت کے لحاظ سے کمال کو پہنچا ہوا ہے وہاں دوسری طرف علم و فن کے اعتبار سے بھی مصر کے دوسرے شہروں سے کمتر نہیں ہے۔ وہاں شاعروں ادیبوں، صوفیوں، فقیہوں، نحویوں اور لغویوں کی ایک لمبی فہرست ملتی ہے، جیسے:

(۱) عثمان بن ابی بکر جمال الدین، ابو عمرو الکردی الاسنائی (م ۶۴۱ھ)[2] (۲) اسماعیل

---

[1] دیکھئے المقریزی: الخطط ۳۷/۱ ؛ یاقوت: معجم البلدان (طبع بیروت ۱۹۵۵ء) ۱۸۹/۱۔ اس شہر کی طرف جو اشخاص منسوب ہیں انہیں "اسنائی" اور "اسنوی" کہا اور لکھا جاتا ہے۔

[2] عمر رضا کحالۃ: معجم المولفین ۲۵۱/۶

بن ابراہیم الاسنائی[1] (م ۷۰۸ھ) (۳) نجم الدین محمد بن احمد الاسنوی[2] (م ۷۶۳ھ) (۴) عماد الدین محمد بن الحسین الاسنوی[3] (م ۷۷۷ھ) (۵) شمس الدین محمد بن احمد الاسنوی[4] (م ۷۶۳ھ) (۶) کمال الدین محمد بن علی الأطروش الاسنوی[5] (م ۷۸۴ھ) (۷) جمال الدین محمد بن محمد الاسنوی[6] (م ۷۸۴ھ) (۸) محی الدین سلیمان بن جعفر الاسنوی[7] (م ۷۵۶ھ) (۹) نور الدین علی بن محمد الاسنوی[8] (م ۷۰۷ھ) (۱۰) بدر الدین، علی بن الحسن الاسنوی[9] (م ۷۷۵ھ) (۱۱) عبد الرحیم بن ہبۃ اللہ الاسنائی[10] (م ۷۰۹ھ) (۱۲) عزیز الدین، ابراہیم بن ہبۃ اللہ الاسنوی[11] (م ۷۰۰ھ) (۱۳) علی بن الحسن نور الدین الاسنوی[12] (م ۷۷۵ھ) بہت مشہور شخصیتیں ہیں۔ مندرجہ بالا اشخاص کی سن وفات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں وہاں بکثرت علماء و فضلاء شعراء و ادباء و صوفیاء پیدا ہوئے اور اپنے اپنے فن میں یکتائی روزگار ہوئے۔

اسنا ایک زمانے تک شافعی فقہاء و علماء کا بھی مرکز رہا ہے۔ ان ہی فقہا میں ایک شافعی فقیہ، عالم، نحوی، لغوی اور عروضی جمال الدین الاسنوی (م ۷۷۲ھ) بھی گذرے ہیں جو اپنے زمانے میں فقہ شافعی، نحو، لغت، ادب اور شعر کے امام مانے جاتے تھے۔ زیر ترتیب مقالے میں ان کے حالات زندگی، ان کی تصانیف کا سرسری جائزہ اور خاص طور پر ان کی کتاب "طبقات الشافعیۃ"

---

[1] معجم المؤلفین ۲/۲۵۵ [2] السیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/۲۴۳، معجم المؤلفین ۸/۱۶۸
[3] معجم المؤلفین ۹/۲۳۳-۲۳۴ [4] ابن حجر: الدرر الکامنۃ ۳/۳۶۲، السیوطی: بغیۃ الوعاۃ ص ۱۴، ابن العماد: شذرات الذہب ۶/۱۹۸ [5] معجم المؤلفین ۱۱/۴۱
[6] معجم المؤلفین ۱۱/۲۵۳ [7] عمر رضا کحالۃ: معجم المؤلفین ۴/۲۵۷ [8] معجم المؤلفین ۷/۲۲۴
[9] معجم المؤلفین ۷/۶۴ [10] معجم المؤلفین ۵/۲۱۰ [11] معجم المؤلفین ۲/۴۹
[12] معجم ۱۳/۱۲۱

پر ایک تفصیلی تبصرہ پیش کیا جائے گا۔

اسنوی کا خاندان | قبل اس کے کہ ہم مصنف کے حالاتِ زندگی لکھیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خاندان کے بارے میں اجمالاً ذکر کر دیا جائے۔ تاریخ و سیر کی اہم کتابوں کے مطالعہ کے بعد ان کے خاندان کے افراد میں سے صرف اُن کے والد، چچا، ماموں اور دو بھائیوں کے حالات زندگی مل سکے ہیں۔ مصنف کے والد حسن بن علی بن عمر بدر الدین الاسنوی[1] (م ۷۱۰ھ) اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم اور خاص طور پر علم نحو کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ بہاء الدین القفطی (م ۶۹۷ھ) کی خدمت میں رہ کر نحو کی تعلیم حاصل کی تھی۔ ان کے والد کا پیشہ زراعت تھا۔ اور ان کے پاس اچھی خاصی زمین قابل کاشت تھی جس کی آمدنی سے نہایت فراخی کے ساتھ گذر بسر ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ بہت ہی گوشہ نشین انسان تھے۔

مصنف کے چچا جمال الدین عبد الرحیم الاسنوی[2] (م ۷۰۴ھ) اپنے زمانے کے بلند پایہ فقیہہ تھے لیکن جوانی ہی میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ مصنف کے ماموں محی الدین سلیمان بن جعفر الاسنوی[3] (م ۷۵۶ھ) اپنے زمانہ میں فن جبر و مقابلہ اور ریاضی میں غیر معمولی ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ان کی تصانیف میں ایک "طبقات الشافعیۃ" کا بھی ذکر ملتا ہے۔ مشہد نفیسی میں ایک عرصہ تک تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے[4]۔

---

[1] تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے: الاسنوی: طبقات الشافعیۃ (مخطوطہ مکتبہ خدا بخش پٹنہ) ص ۶۶-۶۷
ابن حجر: الدرر الکامنۃ ۲/۵۲۔

[2] حالات کے لئے دیکھئے الاسنوی: طبقات الشافعیۃ (نسخہ پٹنہ) ص ۶۷

[3] حالات کے لئے رجوع کیجئے السیوطی: حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ ۱/۲۰۰
الاسنوی: طبقات الشافعیۃ (نسخہ خدا بخش پٹنہ) ص ۶۴

[4] السیوطی حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۰

مصنف کے دو بھائی تھے ۔ ایک عماد الدین، محمد بن الحسن بن علی الاسنوی[۱] (م ۷۷۷ھ) تھے۔ ان کے حالات زندگی مصنف نے اپنی کتاب طبقات الشافعیۃ میں لکھے ہیں۔ یہ اپنے زمانے میں فقہ، اصول فقہ اور تصوف کے امام تھے تصنیفی اور تدریسی کام بھی کرتے تھے لیکن ان کی کسی تصنیف کا ذکر مصنف نے اپنی کتاب میں نہیں کیا ہے۔ دوسرے بھائی نورالدین علی بن الحسن بن علی الاسنوی[۲] (م ۷۵۰ھ) تھے۔ یہ بھی فقیہ اور عالم تھے۔ ان کی تصانیف میں صرف ایک کتاب، کتاب التعجیز کی شرح کا پتہ چلتا ہے اس کے علاوہ اور کسی تصنیف کا پتہ نہیں۔

مصنف کے خاندان کے اس مختصر جائزہ کے بعد اب مصنف کے حالاتِ زندگی قارئین کے لئے سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

مصنف کے حالات زندگی | مصنف کے حالات زندگی کے بنیادی مآخذ میں تین کتابیں بہت اہم ہیں۔ ان کے سب سے مقرب اور عزیز شاگرد حافظ ابوالفضل العراقی[۳] (م ۸۰۶ھ) نے ان کے حالات زندگی پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا تھا جس میں ان کی تفصیلی سوانح حیات، ان کے مناقب وفضائل اور ان کے اشعار درج کئے تھے[۴] ان کے علاوہ شمس الدین ابن قاضی

---

۱ الاسنوی: طبقات الشافعیۃ ص ۶۶؛ السیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۰

۲ السیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۴

۳ عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمن بن ابی بکر بن ابراہیم، زین الدین ابوالفضل العراقی (۷۲۵ھ۔ ۸۰۶ھ) مشہور شافعی فقیہ اور محدث گزرے ہیں، انکی تصانیف میں "تخریج احادیث الاحیاء" اور "استدراک علی المہمات" بہت مشہور ہیں۔

حالات کے لئے دیکھئے: السخاوی: الضوء اللامع ۴/۱۷۱؛ السیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۴

ابن العماد: شذرات الذہب ۷/۵۵

۴ ابن حجر: الدرر الکامنۃ ۲/۳۵۴

شہبہ[۱] (م ۸۵۱ھ) نے بھی ایک مستقل رسالہ اسنوی کے حالاتِ زندگی کے بارے میں لکھا تھا[۲] لیکن افسوس کہ یہ دونوں رسالے نہ تو اب تک طبع ہوئے ہیں اور نہ ان کے کسی مخطوطے کا پتا چل سکا ہے مصنف کے ایک دوسرے شاگرد سراج الدین ابن الملقن[۳] (م ۸۰۴ھ) نے اپنی کتاب "العقد المذہب فی طبقات حملۃ المذہب" میں اپنے استاذ الاسنوی کے حالات لکھے ہیں لیکن بہت اختصار سے کام لیا ہے۔ پھر بھی بنیادی ماخذ کی حیثیت سے اس کی اہمیت کچھ کم نہیں ہے۔

متذکرہ بالا مآخذ کے علاوہ مصنف کے تفصیلی حالات زندگی نویں صدی ہجری کے دو مستند اور مشہور مورخ ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۱ھ) کی "الدرر الکامنۃ" اور تقی الدین

۱۔ احمد بن محمد بن عمر بن محمد بن عبد الوہاب بن محمد شمس الدین ابو عبداللہ المعروف بابن قاضی شہبہ (۷۴۳-۸۰۹ھ) مشہور شافعی فقیہ ہیں اور صاحب طبقات الشافعیۃ تقی ابن قاضی شہبۃ کے والد ہیں۔

حالات کے لئے دیکھئے شذرات الذہب ۷/۳۱۲۔

۲۔ ابن قاضی شہبۃ: طبقات الشافعیۃ (تحقیق راقم السطور برائے مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی) ترجمہ ۶۲۶

۳۔ عمر بن علی بن احمد بن محمد بن عبداللہ الانصاری الوادی آشی المعروف بابن الملقن (۷۲۳-۸۰۴ھ) آٹھویں صدی ہجری کے مشہور شافعی فقیہ اور محدث ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد تین سو تک بتلائی جاتی ہے۔ راقم السطور نے ان پر بہت تفصیلی مضمون لکھا ہے جو ماہنامہ "برہان" (جولائی، اگست ۱۹۶۹ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ حالات زندگی کے لئے دیکھئے السخاوی: الضوء اللامع ۶/۱۰۰ ابن العماد: شذرات الذہب ۷/۴۴، ابن فہد: لحظ الالحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۷-۲۰۰۔

ابن قاضی شہبہ[1] (م ۸۵۱ھ) کی کتاب "طبقات الشافعیۃ" میں ملتے ہیں۔ زیرترتیب مقالے کی تیاری میں ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) کی "العقد المذہب"، ابن حجر (م ۸۵۱ھ) کی "الدرر" اور ابن قاضی شہبۃ (م ۸۵۱ھ) کی "طبقات" سے بنیادی طور پر استفادہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ متاخرین کی کتابوں سے بھی جگہ بہ جگہ مفید معلومات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

تاریخ و تذکرہ کی سبھی کتابوں میں مصنف کا نام عبد الرحیم، کنیت ابو محمد، اور لقب جمال الدین ملتا ہے سلسلہ نسب اس طرح ہے:

عبدالرحیم بن الحسن بن علی بن عمر بن علی بن ابراہیم، القرشی، الاموی، الاسنوی، المصری[2]۔ مصنف نے اپنی کتاب طبقات الشافعیۃ میں اپنے چچا کے حالات کے آخر میں لکھا

---

[1] ابوبکر بن احمد بن عمر بن محمد تقی الدین ابن قاضی شہبۃ (۷۷۹ - ۸۵۱ھ) مشہور مورخ، شافعی فقیہ اور محدث ہوئے ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد تقریباً ۳۰ تک پہنچتی ہے جن میں طبقات الشافعیۃ اور سالاعلام بہت مشہور ہیں۔

حالات کے لئے دیکھئے السخاوی: الضوء اللامع ۱۱/۲۱؛ النجوم الزاہرۃ ۷/۳۱۴۔ بروکلمان ۲/۶۳ - ۶۴؛ راقم السطور عبد العلیم: مقدمہ طبقات الشافعیۃ بزبان انگریزی

[2] تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے۔

(۱) مخطوطات: ابن الملقن: العقد المذہب فی طبقات حملۃ المذہب (مخطوطہ مخزونہ خدابخش لائبریری پٹنہ) ص ۲۸۷

ابن قاضی شہبۃ: طبقات الشافعیۃ (تحقیق راقم السطور مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی) آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی۔ علی گڈھ۔ ترجمہ ۶۲۶

التونسی، دستور الاعلام بمعارف الاعلام ورق ۸ (الف) (بحوالہ کتاب خانہ رامپور) (باقی صفحہ پر)

ہے کہ میری ولادت ۷۰۴ھ کے آخر میں ہوئی[1] لیکن مہینے کا کوئی تعین نہیں کیا ہے۔ قمری سال کا آخری مہینہ ذی الحجۃ ہوتا ہے اس لئے قیاس یہی کہتا ہے کہ ذی الحجہ کے آخر میں ولادت ہوئی ہوگی۔ ابن حجر (م ۸۵۱ھ) نے الدرر الکامنۃ، سیوطی نے "بغیۃ الوعاۃ" اور خوانساری نے "روضات الجنات" میں صراحتہً لکھا ہے کہ اسنوی کی ولادت اسنا میں ذی الحجۃ کے آخر عشرہ میں ۷۰۴ھ میں ہوئی[2] غالباً ان مورخین نے خود اسنوی کے اس جملے سے کہ "کانت ولادتی فی آخر سنۃ أربع وسبع مائۃ" یہ نتیجہ نکالا۔ لیکن ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ھ) نے اپنی کتاب طبقات الشافعیۃ میں لکھا ہے کہ اسنوی کی ولادت ماہ رجب میں ہوئی[3] معلوم نہیں کہ کس ماخذ کی بنیاد پر انھوں نے ماہ رجب میں مصنف کی ولادت کی تعیین کی۔

(باقی ص۳۴ کا حاشیہ) خدابخش لائبریری پٹنہ، ۱۲/۱۰۸ - ۱۰۹

(۲) مطبوعات: ابن حجر: الدرر الکامنۃ ۲/۳۵۴؛ الشوکانی: البدر الطالع ۱/۳۵۲ الخوانساری: روضات الجنات ص ۴۲۱۔ السیوطی: بغیۃ الوعاۃ ص ۳۰۴۔ السیوطی: حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ ۱/۲۰۱؛ ابن تغری بردی: النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ (طبعۃ القاہرۃ ۱۲۲۹ھ) ۱۱/۱۱۴؛ ابن العماد: شذرات الذہب ۶/۲۲۴؛ البغدادی: ہدیۃ العارفین ۱/۵۶۱؛ الزرکلی: الأعلام ۴/۱۱۹۔ عمر رضا کحالۃ: معجم المؤلفین ۵/۲۰۴، ۱۳/۳۹۷، مرزا محمد علی مدرس۔ ریحانۃ الادب فی تراجم المعروفین بالکنیۃ و اللقب (چاپ خانہ شفق التبریز) ۱/۱۲۴۔ بروکلمان ۲/۹۰؛ وذیل بروکلمان ۲/۱۰۷

حاشیہ صفحہ ہذا:-

[1] السنوی: طبقات الشافعیۃ (مخطوطہ پٹنہ) ص ۲۷

[2] الدرر ۲/۳۵۴۔ بغیۃ الوعاۃ ص ۳۰۴ روضات الجنات ۴۲۱

[3] ابن قاضی شہبۃ: طبقات الشافعیۃ ص۲۶

اسنوی اپنی کتاب طبقات الشافعیۃ ہی میں اپنے نام اور لقب کے بارے میں اپنے چچا کے حالات کے آخر میں لکھتے ہیں کہ "میری ولادت سے چند ماہ قبل میرے چچا کا انتقال ہوگیا۔ تھا۔ ان کا نام عبدالرحیم اور لقب جمال الدین تھا۔ چنانچہ میرے والد نے ان ہی کے نام پر میرا نام عبدالرحیم اور ان کے لقب پر میرا لقب جمال الدین رکھ دیا۔"[1]

مصنف کے والد خود بہت دیندار، عابد شب زندہ دار، قانع اور گوشہ نشین انسان تھے۔ اسنوی نے ان کے حالات کے ذیل میں لکھا ہے کہ "وہ روزانہ رات کو اپنے بچوں کو اپنے پاس بلاتے تھے اور فقہ و فرائض کے متعدد مسائل بتایا کرتے تھے اور میں بھی ان میں شریک ہوتا تھا۔"[2] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچپن ہی سے مذہبی اور دیندارانہ ماحول میں مشفق و مہربان باپ کے سایہ میں مصنف کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا ۷۱۸ھ میں مصنف کے والد کا انتقال ہوگیا۔ اس وقت مصنف کی عمر صرف چودہ سال کی تھی اس وقت تک انھوں نے کن کن لوگوں سے تعلیم حاصل کی تھی اس کے بارے میں تاریخ و تذکرہ کی کتابیں خاموش ہیں غالباً انھوں نے اپنے والد ہی سے زیادہ تر مذہبیات کی تعلیم حاصل کی ہوگی۔

اسنوی اپنے والد کے انتقال کے تین سال بعد ۷۲۱ھ میں اپنے آبائی وطن اسنا سے رحلت کرکے قاہرہ چلے آئے۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال کی ہو چکی تھی، اور ان کو ابو اسحاق الشیرازی (م ۴۷۶ھ) کی فقہ کی کتاب "التنبیہ" از بر یاد تھی۔ یہ کتاب فقہ شافعی کی بنیادی اور متداول کتابوں میں شمار کی جاتی ہے اور ضخیم بھی ہے۔ مصنف کی غیر معمولی ذہانت کا اور قوت حافظہ کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے یہ کتاب صرف چھ ماہ میں حفظ کر لی تھی۔[3] اتنی کم مدت

---

[1] اسنوی: طبقات الشافعیۃ (مخطوطہ) ص ۶۷

[2] الاسنوی: طبقات الشافعیۃ ص ۹۷

[3] ابن حجر: الدرر الکامنۃ ۲/ ۳۵۴

میں اتنی بڑی کتاب کا متن وعن یاد کرلینا مصنف کی غیر معمولی .... ذہانت کی نشاندہی کرتاہے۔

قاہرہ میں قیام کے دوران مصنف نے اپنی توجہ حصولِ علم کی طرف منعطف کردی۔ انھوں نے فن فقہ کے حصول میں سب سے زیادہ توجہ کی اور اس زمانے کے مشاہیر علماء سے اس فن کو حاصل کیا۔ قاہرہ میں اس وقت فقہ شافعی کے امام قاضی تقی الدین السبکی[1] (م ۷۵۶ھ) مانے جاتے تھے، مصنف نے ان سے علم فقہ پڑھنا شروع کیا۔ ان کے علاوہ دوسرے ماہرین فقہ جیسے مجد الدین الزنکلونی[2] (م ۷۴۰ھ) قطب الدین السنباطی[3] (م ۷۲۲ھ)، جلال الدین القزوینی[4]

---

[1] علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ بن تمام ابوالحسن، تقی الدین السبکی الانصاری (۶۸۳-۷۵۶ھ) فقیہ، محدث، مفسر، مقری، اصولی، متکلم، نحوی، لغوی، منطقی اور ادیب تھے۔ مشہور صاحب طبقات الشافعیۃ تاج السبکی کے والد تھے۔ اپنے زمانے میں اکابر میں شمار ہوتے تھے اور کثیر التصانیف تھے۔

حالات کے لئے دیکھئے السبکی: طبقات الشافعیۃ ۱۴۶/۶ - ۲۲۶ - ابن حجر: الدرر ۶۳/۳ ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ ۲۵۲/۱۴ - النجوم الزاہرۃ ۳۱۸/۱۰ - ابن طولون: قضاۃ دمشق ص ۱۰۱ - ابن العماد: شذرات الذہب ۱۸۰/۶ - الزرکلی: الاعلام ۱۱۶/۵

[2] ابوبکر بن اسماعیل بن عبدالعزیز مجد الدین الزنکلونی (۶۷۷ - ۷۴۰ھ) اپنے زمانہ کے اکابر فقہاء، محدثین اور فقہاء میں شمار ہوتے تھے۔ صاحب کرامات تھے، عوام سے عموماً الگ رہا کرتے تھے، حد درجہ منکسر المزاج اور بے نفس انسان تھے۔ ان کے درس میں بکثرت طلباء شریک ہوتے تھے کیونکہ وعظ و نصیحت کی بہت سی باتیں ان کے درس میں ہوا کرتی تھیں۔ ان کی تصانیف میں "شرح التنبیہ" "شرح المنہاج" "شرح التعجیز" اور شرح مختصر التبریزی" بہت مشہور ہیں۔ (باقی ص ۲۵ پر دیکھئے)

(م ۷۳۹ھ) اور جمال الدین الوجیزی[۱۷] (م ۷۲۹ھ) سے بھی اس فن کو اچھی طرح حاصل کیا اور اس میں اتنی مہارت حاصل کرلی کہ اپنے زمانے میں "شیخ الشافعیۃ" کے لقب سے پکارے

(حاشیہ ص۳۷ سے آگے) حالات کے لیے دیکھیے ابن حجر: الدرر الکامنہ ۱/۲۴۱؛ الیافعی: مرآۃ الجنان ۴/۳۰۴۔ السیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/۲۴۱؛ ابن تغری بردی: النجوم الزاہرۃ ۹/۳۲۴ ابن العماد: شذرات الذہب ۶/۱۲۵؛ الزرکلی: الأعلام ۲/۳۶؛ عمر رضا کحالۃ: معجم المؤلفین ۳/۵۸،

۱۵ محمد بن عبد الصمد بن عبد القادر بن صالح، قطب الدین الشنباطی (م ۷۲۲ھ) مشہور اصولی، مستدین اور مذہبیات کے ماہر تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے بقول سبکی جید عالم اور فقیہ تھے۔ متواضع اور بہت مہربان رہتے تھے۔ مدرسہ حسامیہ اور مدرسہ فاضلیہ میں ایک عرصہ تک درس دیتے رہے۔ اس کے بعد بیت المال کے امین مقرر کیے گئے اور کچھ دنوں کے لئے عہدۂ قضا پر بھی فائز رہے۔

حالات کے لیے دیکھیے السبکی: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۵/۲۴۰؛ ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ ۱۴/۱۰۴؛ ابن حجر: الدرر ۴/۱۶؛ ابن العماد: شذرات الذہب ۶/۵۷۔

۱۶ محمد بن عبد الرحمٰن بن عمر بن احمد بن محمد بن عبد الکریم بن الحسن بن علی، ابو عبد اللہ جلال الدین القزوینی (۶۶۶ - ۷۳۹ھ) فقیہ شافعی تھے اصول فقہ اور علم معانی و بیان پر بھی اچھی نظر تھی۔ مصر و شام کے مختلف مدارس میں عرصے تک تعلیم دیتے رہے۔ ان کی مشہور تصنیف "تلخیص المفتاح" ہے جس کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں۔ قزوینی نے خود بھی اس کی شرح لکھی تھی جس کا نام "الایضاح" ہے

حالات کے لیے دیکھیے السبکی: طبقات الشافعیۃ ۵/۲۳۸؛ ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ ۱۴/۱۵۸؛ مرآۃ الجنان ۴/۳۰۱؛ ابن حجر: الدرر ۴/۳۔ ابن تغری بردی: النجوم ۹/۳۱۰۔ ابن طولون: قضاۃ دمشق ص ۸۷؛ السیوطی: بغیۃ الوعاۃ ص ۶۶۔ ابن العماد: شذرات ۶/۱۲۳۔

(حاشیہ صفحۂ ہذا)

۱۷ احمد بن محمد بن سلیمان، جمال الدین الوجیزی (۶۴۳ - ۷۲۹ھ) ایک ماہر فقیہ تھے ایک عرصے

(باقی ص۳۹ پر)

جانے لگے۔

علوم عقلیہ کی تحصیل کے لئے خاص طور پر فلسفہ و منطق کے امام بدر الدین التستری[1] (م ۷۳۰ھ) کے سامنے زانوی تلمذ تہ کیا اور ان کے علاوہ مزید مہارت حاصل کرنے کے لئے اس زمانہ میں علوم عقلیہ کے "مشارالیہ" علاء الدین القونوی[2] (م ۷۲۹ھ) کی خدمت میں عرصہ تک رہے۔ ان دونوں کے علاوہ اس فن کے دوسرے اساتذہ سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔

(حاشیہ صفحہ ۳۸ سے آگے)

تک عہدۂ قضا پر فائز رہے اور بکثرت فتاوی دیے۔ اپنے زمانے میں "اقضی القضاۃ" کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

حالات کے لئے دیکھئے: ابن حجر: الدرر ۱/۲۴۳۔ ابن تغری بردی: النجوم ۹/۲۷۵

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] محمد بن اسعد بدر الدین التستری (م تقریباً ۷۳۰ھ)۔ شیراز کے قریب ایک گاؤں تستر کے رہنے والے تھے منطق اور فلسفہ کے بہت ماہر تھے۔ انھوں نے ابن سینا کی اکثر کتابوں کی شرح لکھی ہیں۔ ہمدان عراق اور قزوین میں بہت دنوں تک درس و تدریس کا کام کرتے رہے۔

تفصیلی حالات کے لئے رجوع کیجئے: ابن حجر: الدرر ۳/۳۸۲۔ ابن العماد: شذرات الذہب ۶/۱۰۲

[2] علی بن اسماعیل بن یوسف، علاء الدین ابوالحسن القونوی التبریزی (۶۶۸۔۷۲۹ھ) بقول اسنوی علوم عقلیہ اور فن لغت میں اپنے زمانہ میں مشارٌ الیہ سمجھے جاتے تھے۔ فقہ شافعی پر بھی اچھی نظر تھی۔

تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے: السبکی: طبقات الشافعیۃ ۶/۱۴۶۔ ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ ۱۴/۱۴۷؛ ابن حجر: الدرر الکامنۃ ۳/۲۴ (باقی صفحہ ۲۰ پر دیکھئے)

فن نحو اور لغت کی حصول کے لئے مشہور نحوی اور لغوی ابو حیان الأندلسی[1] (م ۷۴۵ھ) کی طرف رجوع ہوئے ان سے نحو کی دوسری اہم کتابوں کے علاوہ ابن مالک (م ۶۷۲ھ) کی "تسہیل الفوائد وتکمیل المقاصد" بھی پڑھی تھی۔ ابو حیان اپنے زمانے میں نحو کے امام مانے جاتے تھے اور ان کے سیکڑوں تلامذہ تھے۔ فن نحو میں ان کی غیر معمولی مہارت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔ انھوں نے اپنے کسی شاگرد کے لئے کبھی "شیخ" کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا لیکن اسنوی کی غیر معمولی ذہانت اور فطانت دیکھ کر ان کے لئے شیخ کا لفظ استعمال کیا اور پھر بقول اسنوی "ابو حیان" نے مجھ سے کہا کہ میں نے تمہاری جیسی عمر والے شخص کیلئے کبھی "شیخ" کا لفظ استعمال نہیں کیا[2]۔ ابو حیان کے علاوہ ایک دوسرے امام نحو، نور الدین، ابو الحسن........

(حاشیہ صفحہ ۳۹ سے آگے) ابن طولون: قضاۃ دمشق ص ۹۱؛ ابن تغری بردی: النجوم الزاہرۃ ۱۷۹/۹۔ ابن العماد: شذرات الذہب ۹۰/۷ - الزرکلی: الأعلام ۹۹/۵ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] محمد بن یوسف بن علی بن حیان بن یوسف، اثیر الدین، ابو حیان، الأندلسی الطائی الجیانی (۶۵۲ - ۷۴۵ھ) مشہور نحوی لغوی اور مفسر قرآن تھے۔

حالات کے لئے دیکھئے السبکی: طبقات الشافعیۃ ۳۱/۶؛ الکتبی: فوات الوفیات ۲۸۲/۲؛ ابن حجر: الدرر الکامنۃ ۳۰۲/۴؛ السیوطی: بغیۃ الوعاۃ ص ۱۲۱؛ الصفدی: نکت الہمیان ص ۲۸۰۔

المقری: نفح الطیب ۵۹۸/۱۔ ابن تغری بردی: النجوم الزاہرۃ ۱۱۱/۱۰۔ ابن العماد: شذرات الذہب ۱۴۵/۶۔

[2] ابن قاضی شہبۃ: طبقات الشافعیۃ رقم ۶۴۶

علی النحوی[1] سے بھی اس فن کو حاصل کیا۔ اور صرف علم ہی تک اس فن کو نہیں سیکھا بلکہ، اس میں کتابیں بھی تصنیف کیں۔ جیسا کہ آئندہ صفحات میں تصانیف کی فہرست سے اندازہ ہوگا۔

قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ فن حدیث سے ان کو زیادہ دلچسپی نہ تھی پھر بھی انھوں نے الدبوسی۔ عبدالقادر بن الملوک، الحسن بن اسد ابن الاثیر، اور عبدالحسن الصابونی اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین سے سماعت حدیث کی[2]۔

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ اسنوی کو ابتدا ہی سے پڑھانے سے دلچسپی تھی۔ زیادہ تر وہ اپنے اوقات کو مطالعۂ کتب میں مشغول و مصروف رکھتے تھے۔ چنانچہ حصول علم سے فراغت و مہارت کے بعد انھوں نے تدریس ہی کی طرف خاص طور پر توجہ کی۔ جلال الدین السیوطی اپنی کتاب بغیۃ الوعاۃ میں مصنف کی کتاب "الکوکب الدری" کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ " وہ ابتداء میں بجز فن نحو کے کسی علم سے واقف نہ تھے۔ اور انھوں نے تقریباً بیس سال کی عمر سے اس فن کو پڑھانا شروع کر دیا تھا[3]" اس بیان

---

[1] نورالدین ابوالحسن علی النحوی نے (م ۷۲۴ھ) اپنے زمانہ کے مشہور نحوی تھے اور اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ اس زمانے کے بہت سے علماء نے ان سے فن نحو میں شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔ اصلاً اندلس کے ایک شہر وادی آش کے رہنے والے تھے پھر قاہرہ منتقل ہو گئے اور وہیں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔ انہی کے لڑکے سراج الدین ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) اکابر علمائے شافعیہ میں گذرے ہیں۔

87297
5.6.82

تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے السیوطی: بغیۃ الوعاۃ ص ۳۲۷

[2] الدبوسی، عبدالقادر بن الملوک، الحسن بن اسد ابن الاثیر اور عبدالحسن الصابونی کے بارے میں کتابوں سے کچھ بھی معلومات فراہم نہ ہو سکیں۔ [3] السیوطی: بغیۃ الوعاۃ ص ۳۰۴

کے پیش نظر مصنف کی تدریسی زندگی کا آغاز سنہ ۷۲۴ ہجری سے ہی ہوگیا تھا۔ ابن قاضی شہبۃ (م ۸۵۱ھ) اپنی طبقات میں رقمطراز ہیں کہ اسنوی نے ۷۲۷ھ سے (جبکہ ان کی عمر ۲۳ سال کی تھی) باقاعدہ طور پر تدریسی کام شروع کر دیا تھا[1]۔ دونوں بیانات میں کچھ زیادہ تضاد نہیں معلوم ہوتا۔ علم نحو سے غیر معمولی دلچسپی کی بناء پر بیس سال کی عمر سے کچھ طلباء کو پڑھانا شروع کر دیا ہوگا لیکن باقاعدہ طور پہ مدارس میں بحیثیت مدرس کے ۷۲۷ھ ہی سے کام کرنا شروع کیا ہوگا۔

مصنف نے جن جن مدارس میں تدریسی خدمات انجام دی ہیں اس کی تفصیل کتابوں میں ضرور ملتی ہے لیکن کسی تذکرہ نگار نے یہ نہیں لکھا کہ انھوں نے سب سے پہلے کس مدرسہ میں بحیثیت مدرس کام کرنا شروع کیا تھا۔ بہرحال انھوں نے قاہرۃ کے مشہور مدارس، مدرسۂ فاضلیہ[2] مدرسہ ناصریہ[3]، مدرسہ فارسیہ[4]، مدرسہ ملکیۃ[5]، اور مدرسہ اقبغاویہ[6] میں عرصے تک تدریسی

---

[1] ابن قاضی شہبہ: طبقات الشافعیۃ رقم ۶۴۶

[2] یہ مدرسہ قاہرہ میں درب ملوخیا میں واقع ہے۔ اس کو القاضی الفاضل عبد الرحیم بن علی البیانی نے اپنے مکان سے متصل سنہ ۵۸۰ھ میں قائم کیا تھا۔ اور فقہای شافعیہ مالکیہ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ مختلف علوم و فنون کی تقریباً ایک ہزار کتابیں اس مدرسہ میں وقف کی تھیں۔

(المقریزی: الخطط ۲/ ۳۶۶

[3] اس کو زین الدین کتبغا المنصوری نے قبہ منصوریہ سے متصل سنہ ۶۹۵ھ میں تعمیر کرانا شروع کیا تھا اور جب دیواروں تک اس کی تعمیر ہو چکی تو کتبغا کو حکومت سے دست بردار ہونا پڑا اور محمد بن قلادون الناصر کے ہاتھ میں مصر کی حکومت آگئی۔ پھر اس نے مدرسہ کی عمارت کو سنہ ۷۰۳ھ میں مکمل کرایا۔ اس مدرسہ کی عمارت مصر کی عظیم الشان عمارتوں میں شمار کی جاتی ہے

(المقریزی: الخطط ۲/ ۳۰۲) (حاشیہ نمبر ۴، ۵، ۶ صفحہ [illegible] پر دیکھئے)

خدمات انجام دیں۔ اور بکثرت طلباء نے خاص طور پر علم فقہ اور علم نحو میں استفادہ کیا[۱] ان مدارس کے علاوہ ایک عرصہ تک جامع احمد بن طولون (جامع طولونی) میں تفسیر بھی پڑھاتے رہے۔ مختصر یہ کہ طالب علمی کے زمانہ کے بعد سے مستقل تعلیم و تدریس اور تصنیف میں لگے رہے۔ ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۱ھ) نے لکھا ہے کہ وہ بڑی محنت اور جانفشانی سے طلباء کو پڑھاتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کے درس میں طلباء کا اژدہام ہوتا تھا۔ مبتدی اور منتہی سبھی طلباء کے ساتھ ان کا سلوک یکساں ہوتا تھا[۲]

(حاشیہ صفحہ ۴۲ سے آگے) [۸] یہ مدرسہ قاہرہ میں خط الفہادین میں واقع ہے۔ جہاں یہ مدرسہ قائم کیا گیا وہاں اس سے پہلے ایک گرجا تھا جس کو کنیسۃ الفہادین کہا جاتا تھا۔ ۷۵۶ھ میں امیر فارس الدین البکی نے اس کنیسہ کو منہدم کرا کے اس مدرسہ کو تعمیر کروایا اور اس کے لئے کافی جائیداد وقف کی (المقریزی: الخطط ۲/۳۹۳)

[۹] یہ مدرسہ مشہد حسینی قاہرہ میں واقع ہے۔ اس کو امیر الحاج سیف الدین آل ملک الجوکندار نے اپنے مکان کے سامنے تعمیر کرایا تھا۔ اس مدرسہ میں صرف فقہائے شافعیہ پڑھاتے تھے۔ اس میں کتابوں کا ایک قیمتی ذخیرہ تھا۔ امیر الحاج نے اس کے اخراجات کے لئے کافی جائیداد وقف کی تھی (المقریزی: الخطط ۲/۳۹۲)

[۱۰] یہ مدرسہ قاہرہ میں جامع ازہر کے قریب مدرسہ طیبرسیہ کے سامنے واقع ہے۔ امیر آقبغا علاء الدین نے ۷۳۴ھ میں اس کی بنیاد ڈالی اور اس کو ۷۴۰ھ میں مکمل کروایا (المقریزی: الخطط ۲/۳۸۳)

حاشیہ صفحہ ہذا

[۱] ابن حجر: الدرر ۲/۲۵۴؛ ابن قاضی شہبہ: طبقات الشافعیہ رقم ۶۴۶

السیوطی: بغیۃ الوعاۃ ص ۳۰۴-۳۰۵

[۲] ابن حجر: الدرر الکامنۃ ۲/۲۵۴

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ اسنوی نے ۷۶۲ھ سے تدریسی کام شروع کر دیا تھا۔ اور مختلف مدارس میں بحیثیت مدرس کام کر رہے تھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ محکمۂ مالیات میں ... بیت المال کے اعلیٰ افسر بھی مقرر کئے گئے۔ تلاش و جستجو کے بعد اس بات کا پتہ نہ چل سکا کہ کب سے وہ اس عہدے پر فائز ہوئے۔ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) اور ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ھ) کے بیان کے مطابق ۷۶۶ھ تک محکمۂ مالیات میں بحیثیت افسر اعلیٰ کام کرتے رہے لیکن تدریسی ...... و تالیفی مشغولیات کی کثرت کی بنا پر از خود اس عہدے سے متذکرہ بالا سنہ میں سبکدوش ہو گئے[1] اس کے علاوہ رمضان ۷۵۹ھ میں حکومت مصر کی طرف سے محتسب کا عہدہ بھی سنبھالا لیکن وزیر ابن قزوینہ (م) سے کسی معاملے میں (جس کی تفصیل کتابوں میں نہیں ملتی) تلخ کلامی کی وجہ سے ۷۶۲ھ میں اس عہدہ سے علیحدہ ہو گئے[2]

اسنوی کو فقہ، اصول فقہ، نحو، عروض اور ادب سے دلچسپی کے ساتھ ساتھ شعر و شاعری سے بھی بڑا گہرا لگاؤ تھا۔ حافظ ابو الفضل العراقی (م ۸۰۶ھ) نے اپنے اس رسالے میں جو مصنف کے حالات کے بارے میں لکھا گیا ہے، اسنوی کے اچھے خاصے اشعار کا انتخاب بھی کیا تھا۔ مجھے مصنف کے صرف چار اشعار مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابوں میں مل سکے ہیں۔ اسنوی کے شاگرد سراج الدین الملقن (م ۸۰۴ھ) نے اپنی کتاب العقد المذہب میں دو اشعار اس قصیدے سے نقل کئے ہیں جس کو اسنوی نے سیف الدین شیخون کی شان میں لکھا تھا جب کہ امیر مذکور باغی عربوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو رہا تھا۔ یہاں پر بعینہ وہ دونوں اشعار نقل

---

[1] ابن حجر: الدرر ۲/۳۵۴۔ ابن قاضی شہبہ: طبقات رقم ۶۴۷

[2] ابن حجر: الدرر ۲/۳۵۴؛ ابن قاضی شہبہ، طبقات رقم ۶۴۷

سنے جاتے ہیں[1]:-

اقوال للركب اذا هود بوجوههم طهر الصعيد بضئ للواحد الاحد

لا تزعجوا المنسيع قبل الطهر ولجهدوا اذ ليصعدون ولا يلووا اصلي أحد

ان اشعار کے علاوہ دو اشعار ابن تغری بردی کی کتاب النجوم الزاہرۃ میں موجود ہیں یہ دونوں شعر امام رافعی (م ۶۲۳ھ) کی کتاب العزیز فی شرح الوجیز کی تعریف میں لکھے گئے ہیں۔ اشعار مندرجہ ذیل ہیں[2]:-

یا مَن سَمّا نفساً إلی نیل العُلی ونحا إلی العلم العزیز الرافع

قلّ سمّی المصطفی ونسیبہ والنجم مطالعۃ العزیز الرافعی

ان اشعار کے علاوہ اور کسی شعر کا پتا نہیں چل سکا ہے۔

اسنوی اعلیٰ کردار کے حامل تھے۔ ابن قاضی شہبۃ (م ۸۵۱ھ) ابن حجر (م ۸۵۲ھ) اور جلال الدین السیوطی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اسنوی اپنے علمی مشاغل اور تدریسی و سرکاری عہدوں کی مصروفیتوں کے باوجود ہمیشہ ضعیفوں، کمزوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ طلباء کے ساتھ ان کا معاملہ بہت مشفقانہ رہتا تھا اور ان کی ضرورتوں کو پورا کیا کرتے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ بہت ہی متواضع، دیندار، وجیہ اور شریف انسان تھے۔ ان کے انکسار کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی مبتدی طالب علم بھی کوئی معمولی بات کہتا تھا تو اس کو بہت غور سے اپنے دل پر جبر کر کے سنا کرتے

---

[1] ابن الملقن: العقد المذہب (مخطوطہ خدابخش لائبریری پٹنہ) ص ۲۰۸۔ یہ اشعار اسی طرح مخطوطہ میں لکھے ہوئے تھے۔ ان کا نہ تو وزن ٹھیک ہے۔ اور نہ ہی مطلب پوری طور پر واضح ہے۔ چونکہ یہ اشعار کسی دوسری کتاب میں نہیں ملے اس لئے ان کی تصحیح نہ ہو سکی۔

[2] ابن تغری بردی: النجوم الزاہرۃ (طبعۃ القاہرۃ) ۱۱/۱۱۲

تھے۔ ان میں مروت کی صفت بھی بدرجۂ اتم موجود تھی۔ ان کی تقاریر میں بڑی شیرینی ہوتی تھی۔

تمام تذکرہ نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ اسنوی بحیثیت فقیہ اپنے زمانے میں اپنے معاصرین سے بہت بلند تھے۔ مصری اور غیر مصری سبھی ان سے برابر استفادہ کیا کرتے تھے۔ ابن حبیب (م ۷۷۹ھ) نے اسنوی کے طرز تحریر کی بڑی تعریف کی ہے اور یہ لکھا ہے کہ ان کا قلم مشکلات کو حل کرنے کے اچھے اچھے راستے نکالتا تھا۔ ان کے فضل کا سمندر اُمڈ پڑتا تھا۔ اسنوی کی زیادہ تر تصانیف فقہ و اصول فقہ سے متعلق ہیں۔ جیسا کہ آئندہ کے صفحات میں اس کا اندازہ ہو جائے گا۔ اسنوی کے معاصر تاج السبکی (م ۷۷۱ھ) صاحب الطبقات اور ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) بھی ان کے علم وفضل کے بڑے معترف تھے۔

اسنوی کے شاگرد ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) کے بیان کے مطابق اسنوی کی وفات شب یک شنبہ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ کو اچانک واقع ہوئی[1] بعد میں سبھی تذکرہ نگاروں نے یہی تاریخ مہینہ وسنہ لکھا ہے۔ معلوم نہیں کس ماخذ کی بنیاد پر ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ھ) نے سنہ وفات جمادی الآخرۃ ۷۷۲ھ ہجری لکھا ہے[2] ابن حجر نے بدرالدین الزرکشی (م ۷۹۴ھ) کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسنوی کے جنازے میں ایک جم غفیر نے شرکت کی۔ اور قاہرہ میں مقابر صوفیہ کے قریب ہی دفن کیے گئے[3] اِنّا للہ الخ

اسنوی کی وفات پر بہت سے شاعروں نے مرثیے لکھے تھے مجھے صرف ایک مرثیہ مل سکا ہے جس کو برہان الدین القیراطی (م ۷۸۱ھ) نے لکھا ہے۔ یہ مرثیہ سیوطی کی حسن المحاضرۃ میں موجود ہے۔ اس میں ۹۲ اشعار ہیں۔ مرثیہ کا پہلا شعر

---

[1] ابن الملقن: العقد المذہب ص ۲۸۷

[2] ابن قاضی شہبہ: طبقات رقم ۶۴۶ [3] ابن حجر: الدرر ۳/۳۵۴

مندرجہ ذیل ہے[1]:

نعم قبضت روح العلاء والفضائل بموت جمال الدین صل الأفاضل

اسنوی کی ازدواجی زندگی کے بارے میں تاریخ و تذکرے کی کتابیں بالکل خاموش ہیں۔ اس لئے اس کے بارے میں یہاں ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔ باقی

---

[1] السیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۱

صحت نامہ بابت برہان جون ۱۹۷۱ء

کتب خانہ سعیدیہ حیدر آباد

نمبر شمار	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴۰۹	۱۶	شباب الدین ابن حجر السقلانی	شہاب الدین ابن حجر السقلانی
۲	۴۰۹	۱۷	ابناء الضمر فی ابناء المضر	انباء الغمر فی ابناء المعصر
۳	۴۱۱	۷	جنوری ۱۸۰۸ء میں پائی	جنوری ۱۸۰۸ء میں انجام پائی
۴	۴۱۲	۴	شنہنشاہ دہلی جہان	شہنشاہ دہلی شاہ جہان
۵	۴۱۴	۱۹	ثمرقند و بخارا	سمرقند و بخارا
۶	۴۱۵	۸	سیوتی	سیوطی
۷	〃	۹	پڑی	بڑھی
۸	۴۱۷	۶	تعدیۃ لقوس	تعدیۃ القوس
۹	۴۱۸	۱۴	ANIQUE	AUNIQUE
۱۰	۴۱۹	۹	مرکاوطس جی	مرکادس جی
۱۱	〃	۲۱	شوال ھ (۱۹۴۵ء) میں روپیہ	شوال ھ میں ۱۹۴۵ روپیہ
۱۲	۴۲۰	۱۳	بہت خوش ہوا	بہت خوش وقت ہوا۔
۱۳	۴۲۱	۱۱	تاریخ النوالیط	تاریخ النوائط
۱۴	۴۲۲	۱۶	گلستان سیدی	گلستان سعدی